سید منظور الحسن

فہم دین میں قدیم صحائف سے اخذ و استفادہ

جناب جاوید احمد غامدی کے موقف کا تقابلی مطالعہ

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

دین میں قدیم آسمانی صحائف کا جو مقام بھی متعین کیا جائے، پہلا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ کیا ان صحائف کے متن محفوظ ہیں اور لائق استناد ہیں یا تحریف شدہ ہیں اور اس بنا پر اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے رجوع کیا جائے؟ اس مسئلے کے بارے میں علما کے ہاں تین مختلف آرا پائی جاتی ہیں: ایک راے یہ ہے کہ یہ اصلاً محفوظ ہیں اور جہاں تک تحریف کا تعلق ہے تو وہ ان کے متن میں نہیں، بلکہ ان کی تعبیر و تشریح میں ہوئی ہے۔ دوسری راے یہ ہے کہ اپنے متن کے لحاظ سے یہ وہ کتابیں ہی نہیں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ان کے حامل پیغمبروں پر نازل کیا تھا۔ ان کا بیش تر حصہ یک سر تبدیل ہو چکا ہے۔ تیسری راے ان کے بین بین یہ ہے کہ ان میں کچھ ترمیم و اضافہ تو ضرور ہوا ہے، مگر ان کا زیادہ تر حصہ اپنی اصل صورت ہی پر قائم ہے۔

امام ابن قیم (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے اپنی کتاب "إغاثة اللهفان من مصايد الشيطان" میں تورات کے حوالے سے یہی تین آرا بیان کی ہیں۔ لکھتے ہیں:

وقد اختلفت أقوال الناس في التوراة	"یہود کے پاس جو تورات موجود ہے، آیا وہ
التي بأيديهم: هل هي مبدّلة أم التبديل	تبدیل شدہ ہے یا تبدیلی اور تحریف صرف اس

والتحريف وقع في التأويل دون التنزيل؟ علٰى ثلاثة أقوال طرفين ووسط. فأفرطت طائفة وزعمت أنها كلها أو أكثرها مبدلة مغيّرة ليست التوراة التي أنزلها الله تعالٰى علٰى موسٰى عليه السلام وتعرّض هؤلاء لتناقضها وتكذيب بعضها لبعض وغلا بعضهم فجوّز الاستجمار بها من البول. وقابلهم طائفة أخرٰى من أئمة الحديث والفقه والكلام، فقالوا: بل التبديل وقع في التأويل لا في التنزيل وهذا مذهب أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري. قال في صحيحه: "يُحَرِّفُوْنَ: يزيلون. وليس أحد يزيل لفظ كتاب من كتب الله تعالٰى ولكنهم يحرفونه: يتأوّلونه علٰى غير تأويله." وهذا اختيار الرازي في تفسيره. وسمعت شيخنا يقول: وقع النزاع في هذه المسألة بين بعض الفضلاء فاختار هذا المذهب ووهن غيره فأنكر عليه فأحضر لهم خمسة عشر نقلًا به ومن حجة هولاء: أن التوراة قد طبّقت مشارق الأرض

کی تعبیر و تشریح میں واقع ہوئی ہے، نہ کہ اس کے الفاظ میں؟ اس بارے میں لوگوں کے ہاں تین اقوال پائے جاتے ہیں۔ دو قول انتہا پسندانہ ہیں اور ایک معتدل: چنانچہ ایک گروہ نے افراط سے کام لیا اور یہ دعوٰی کیا کہ تورات ساری کی ساری یا اس کا بیش تر حصہ تبدیل شدہ ہے اور یہ وہ تورات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی تھی۔ انھوں نے تورات میں تناقض اور اس کے بیانات کے باہمی تضاد کو نمایاں کیا اور ان میں سے بعض نے تو اس حد تک غلو سے کام لیا کہ اس کے اوراق سے استنجا کرنے کو بھی جائز کہہ دیا۔ اس کے مقابلے میں حدیث اور فقہ اور کلام کے علما کے ایک گروہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ تورات میں تحریف صرف اس کی تعبیر و تشریح میں ہوئی ہے، نہ کہ اس کے الفاظ میں۔ یہ امام بخاری (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ) کا مذہب ہے۔ انھوں نے اپنی "صحیح" (کتاب التوحید، ابتدا باب ۵۵) میں کہا ہے کہ (النساء ۴: ۴۶ اور المائدہ ۵: ۱۳ میں وارد لفظ) 'یُحَرِّفُوْنَ' کے لیے 'یزیلون' کی تعبیر اختیار کی گئی ہے، حالاں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں سے کسی کتاب کے الفاظ مٹا نہیں سکتا، بلکہ وہ بہ ایں معنی اس میں تحریف کرتے ہیں کہ اس کے الفاظ و کلم کے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ومغاربها وانتشرت جنوبًا وشمالًا ولا يعلم عدد نسخها إلا الله تعالىٰ ومن الممتنع أن يقع التواطؤ على التبديل والتغيير في جميع تلك النسخ بحيث لا يبقٰى في الأرض نسخة إلا مبدلة مغيرة والتغيير على منهاج واحد وهذا مما يحيله العقل ويشهد ببطلانه. قالوا: وقد قال الله تعالىٰ لنبيه صلى الله عليه وسلم محتجّا على اليهود بها:﴿قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾(آل عمران ۳:۹۳)... فهذا بعض ما احتجّت به هذه الفرقة. وتوسّطت طائفة ثالثة وقالوا: قد زيد فيها وغيّر ألفاظ يسيرة ولكن أكثرها باقٍ علٰى ما أنزل عليه والتبديل في يسير منها جدًا.

(۲۹۱-۲۸۸/۲)

اصل مدعا اور مفہوم سے پھیر دیتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی (۵۴۵ھ-۶۰۶ھ) نے بھی اپنی تفسیر (مفاتیح الغیب ۱۰/۱۱۷، ۱۱/۱۸۷) میں اسی راے کو اختیار کیا ہے۔ میں نے اپنے استاذ امام ابن تیمیہ (۶۶۱ھ - ۷۲۸ھ) کو یہ کہتے سنا کہ بعض فضلا کے مابین اس مسئلے سے متعلق نزاع پیدا ہوئی تو ان میں سے ایک نے مذکورہ راے کو اختیار کیا اور مخالف قول کو کم زور قرار دیا۔ اس پر اعتراض کیا گیا تو اس نے اس کے حق میں پندرہ حوالے پیش کر دیے۔ ان اہل علم کی دلیل یہ ہے کہ تورات زمین کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں پھیل چکی ہے اور اس کے نسخوں کی صحیح تعداد بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے علم میں نہیں ہے، اور یہ بات محال ہے کہ ان تمام نسخوں میں اس طرح بالاتفاق تبدیلی واقع ہو جائے کہ روے زمین پر محرف نسخے ہی باقی رہ جائیں، اور ان سب نسخوں میں تحریف بھی ایک ہی طریقے پر کر دی جائے۔ یہ بات عقل کے نزدیک محال ہے اور وہ اس کے باطل ہونے کی گواہی دیتی ہے۔ وہ مزید یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کے خلاف دلیل پیش کرتے ہوئے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپ ان سے کہیں کہ اگر تم سچے ہو تو لاؤ تورات کو اور اس کو پڑھو (آل عمران ۳:۹۳)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

... بہر حال یہ وہ بعض دلائل ہیں جو اس راے کے قائلین پیش کرتے ہیں۔ایک تیسرے گروہ نے متوازن موقف اختیار کیا اور کہا ہے کہ اس میں چند معمولی الفاظ کا اضافہ اور تبدیلی کی گئی ہے، لیکن اس کا بیش تر حصہ اپنی اصل نازل شدہ صورت پر برقرار ہے، جب کہ تبدیلی اس کے بہت معمولی حصے میں ہوئی ہے۔“

متعدد علماے امت بعض جزوی اختلافات کے ساتھ اسی تیسری راے کے قائل ہیں۔

امام ابن قیم نے اپنے اور اپنے استاذ امام ابن تیمیہ کے حوالے سے تورات کے بارے میں یہی راے نقل کی ہے۔ لکھتے ہیں:

...وممن اختار هذا القول شيخنا في كتابه ”الجواب الصحيح لمن بدّل دين المسيح“... والحق أحق ما اتبع، فلا نغلو غلوّ المستهينين بها، المتمسخرين بها، بل معاذ الله من ذالک. ولا نقول: إنها باقية كما أنزلت من كل وجه، كالقرآن. (اغاثۃ اللھفان ۲/ ۲۹۱، ۲۹۵)

”...اس (تیسرے) قول کو اختیار کرنے والوں میں ہمارے استاذ (امام ابن تیمیہ) بھی شامل ہیں جنھوں نے ”الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح“ میں یہ بات کہی ہے۔...اور حق بات ہی سب سے بڑھ کر پیروی کرنے کے لائق ہے، اس لیے نہ ہم ان غلو کرنے والوں کے پیچھے چلتے ہیں جو تورات کا درجہ گراتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں، بلکہ ہم اس طرز عمل سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تورات قرآن مجید کی طرح حرف بہ حرف اسی طرح موجود ہے، جیسا کہ اس کو نازل کیا گیا تھا۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) نے ایک مختلف زاویے سے یہ بیان کیا ہے کہ یہود اپنی کتاب تورات میں جو تحریف کرتے تھے، وہ اصل متن میں نہیں، بلکہ اس کے ترجمے میں کیا کرتے تھے۔ اسی طرح وہ

بعض مقاصد کے تحت اصل متن کو مخفی رکھ کر اس کی ایسی تاویلات کر دیتے تھے کہ حکم کا مدعا بالکل تبدیل ہو جاتا تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب تورات کی فی الجملہ صحت کے قائل ہیں۔لکھتے ہیں:

”امادر تحریف لفظی — در ترجمۂ تورات وامثال آں بکاری بردند، نہ دراصل تورات۔ پیش ایں فقیر اینچنیں محقق شد، وبر قولِ ابن عباس۔ وتحریفِ معنوی تاویلِ فاسداست، بحمل آیتے بر غیر معنیٔ آں بسینہ زوری وانحراف از راہِ مستقیم... وکتمانِ آیات آنست کہ بعضے احکام وآیات را برائے محافظتِ جاہِ شریفی یابرائے طلبِ ریاستی اخفاءمے نمودند،تااعتقادِ مردماں نسبتِ ایشاں متلاشی نہ شود،وبترکِ عمل بآں آیات ملائم نہ شوند۔ ازاں جملہ آنست کہ رجمِ زانی در تورات مذکور ست وایشاں بنا براجماع احبار خود بر ترک رجم واقامت جلد وتحمیم وجہ بجائے آں، آنرا ترک کردہ بودند، واز خوفِ فضیحتے آں رامی پوشیدند۔ وازاں جملہ آنست کہ آیاتے را کہ دراں بشارتِ ہاجرہ واسماعیل علیہما السلام است بہ بعثتِ نبی درمیان اولادِ ایشاں، واشارت بوجود ملتے کہ در سرزمینِ حجاز شیوع تمام پیدا کند، وبسبب آں جبالِ عرفات بہ تلبیہ مملوء گردد، واز اطرافِ اقالیم قصدِ آں موضع کنند، وآں آیات تاحال در تورات ثابت است — تاویل می کردند کہ اخبار است بوجود ایں ملت نہ امرست بأخذ آں۔ ومی گفتند ملتحمۃ کتبت علینا وچوں ایں تاویلِ رکیک را ہیچ کس نمی شنید، وپیشِ ہیچ کس صحت نداشت بایک دیگر تواصی می کردند باخفاءآں وتجویزاظہار آں بہرِ خاص وعام نمی کردند۔“(الفوزالکبیر فی اصول التفسیر ۸)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اس اقتباس کے مستند اردو عربی تراجم حسب ذیل ہیں:

أما التحريف اللفظي؛ فإنهم كانوا يرتكبونه في ترجمة التوراة وأمثالها، لا في أصل التوراة، هكذا الحق عند الفقير وهو قول ابن عباس، والتحريف المعنوي، تأويل فاسد يحمل الآية علٰى غير معناها بتحكم وانحراف عن الصراط المستقيم... أما كتمان الآيات فهو أنهم كانوا يخفون بعض

”یہودی تحریف لفظی تورات کے ترجمہ وغیرہ میں کیا کرتے تھے نہ کہ اصل تورات میں۔ فقیر کے نزدیک ایسا ہی محقق ہوا ہے اور ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ اور تحریف معنوی تاویل فاسد کا نام ہے،یعنی سینہ زوری اور راہ مستقیم سے انحراف کر کے کسی آیت کو اس کے اصل معنی کے خلاف پر حمل کرنا...کتمان آیات کی یہ صورت تھی کہ بعض احکام اور آیات کو کسی

الأحكام والآيات ليحافظوا علىٰ جاه شريف أو لأجل رياسة يطلبونها، وكانوا يحذرون أن يضمحل اعتقاد الناس فيهم، ويلاموا بترک العمل بتلک الآيات.

ذی عزت اور شریف کے اعزاز کی حفاظت یا کسی ریاست کے حاصل کرنے کی غرض سے پوشیدہ کر دیتے تھے کہ عوام کا اعتقاد ان سے زائل نہ ہو جائے اور یہ لوگ اس پر عمل ترک کر دینے سے نشانۂ ملامت نہ بن سکیں۔

ومن جملة ذالک، أن رجم الزاني مذکور في التوراة، وکانوا يترکونه لإجماع أحبارهم علىٰ ترک الرجم، وإقامة الجلد وتسحيم الوجه مقامه، ويکتمون ذالک مخافة الفضيحة.

مثلاً زانی کو سنگ سار کرنے کا حکم تورات میں مذکور تھا، مگر ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ ان کے تمام علما نے رجم کو موقوف کر کے اس کی جگہ پر درے مارنا اور منہ کالا کر دینا تجویز کر رکھا تھا، اس حکم کو ترک کر دیا اور رسوائی کے خوف سے اس کو چھپا لیا تھا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ومن جملة ذلک، أنهم کانوا يؤوّلون آيات فيها بشارة هاجر وإسماعيل عليهما الصلاة والسلام ببعثة نبي في أولادهما، وفيها إشارة بوجود ملة يتم ظهورها وشهرتها في أرض الحجاز، وتمتلئ بها جبال عرفة من التلبية، ويقصدون ذالک الموضع من أطراف الأقاليم، وهي ثابتة في التوراة إلى الآن، وکانوا يؤوّلونها بأن ذالک إخبار بوجود هذه الملة، ليس فيه أمر بالأخذ بها، وکانوا يقولون: ملحمة کتبت علينا، ولما کان هذا التأويل رکيکًا

یا مثلاً جن آیتوں میں حضرت ہاجرہ و اسمٰعیل علیہما السلام کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کی اولاد میں ایک نبی مبعوث ہو گا اور جن میں اشارہ ہے ایک ایسے مذہب کی جانب جو سرزمین حجاز میں کامل اشاعت پائے گا۔ اور اس کے سبب سے عرفات کی پہاڑیاں صداے لبیک سے گونج اٹھیں گی اور تمام اقلیموں کے لوگ اس مقام کی زیارت کا قصد کریں گے باوجودیکہ یہ آیتیں تورات میں اب تک موجود ہیں۔ یہودی ان کی یہ تاویل کرتے تھے کہ یہ تو فقط اس مذہب کے آنے کی خبر دی گئی ہے، اس کے اتباع کا امر کہاں ہے۔ اور یہ مقولہ ان کے زبان زد تھا: 'ملحمة کتبت

فلا يسمعه أحد، ولا يكاد يصح عند أحد، كانوا يتواصون بإخفائه، ولا يجوّزون إظهاره لكل عام وخاص.
(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ۱۳،۱۵)

علینا'۔ لیکن چونکہ اس رکیک تاویل کو کوئی نہ سنتا تھا اور نہ کسی کے نزدیک یہ صحیح تھی، اس لیے وہ آپس میں ایک دوسرے کو اس راز کے اخفا کی وصیت کرتے اور ہر کس و ناکس کے روبرو اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔''

مولانا مودودی بیان کرتے ہیں:

''... تورات اُن منتشر اجزا کا نام ہے، جو سیرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر بکھرے ہوئے ہیں۔... قرآن اِنھی منتشر اجزا کو ''تورات'' کہتا ہے، اور اِنھی کی وہ تصدیق کرتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان اجزا کو جمع کر کے جب قرآن سے ان کا مقابلہ کیا جاتا ہے، تو بجز اس کے کہ بعض مقامات پر جزوی احکام میں اختلاف ہے، اصولی تعلیمات میں دونوں کتابوں کے درمیان یک سرِ مو فرق نہیں پایا جاتا۔ آج بھی ایک ناظر صریح طور پر محسوس کر سکتا ہے کہ یہ دونوں چشمے ایک ہی منبع سے نکلے ہوئے ہیں۔

اسی طرح انجیل دراصل نام ہے ان الہامی خطبات اور اقوال کا، جو مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری ڈھائی تین برس میں بحیثیت نبی ارشاد فرمائے۔... قرآن انھی اجزا کے مجموعے کو ''انجیل'' کہتا ہے اور انھی کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ آج کوئی شخص ان بکھرے ہوئے اجزا کو مرتب کر کے قرآن سے ان کا مقابلہ کر کے دیکھے، تو وہ دونوں میں بہت ہی کم فرق پائے گا، اور جو تھوڑا بہت فرق محسوس ہو گا، وہ بھی غیر متعصبانہ غور و تامل کے بعد بآسانی حل کیا جا سکے گا۔'' (تفہیم القرآن ۱/ ۲۳۲)

کم و بیش یہی موقف ہے جو اس ضمن میں جناب جاوید احمد غامدی نے اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک قدیم آسمانی کتابیں اللہ کی کتابیں ہیں جو اپنے اپنے زمانوں میں انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کی گئی تھیں۔ ان کا سرچشمہ وہی ہے جو قرآن مجید کا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ان پر بالاجمال ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ان کے مختلف حاملین نے مذہبی تعصبات کی بنا پر اگرچہ ان کے بعض اجزا ضائع کر دیے ہیں اور بعض میں تحریف کر دی ہے، اس کے باوجود ان میں الہامی شان نمایاں طور پر نظر آتی ہے اور الہامی لٹریچر کے اسالیب کو جاننے والے اس سے بہ خوبی آگاہ ہو سکتے ہیں۔ جناب جاوید احمد غامدی نے ان صحائف کے بارے میں یہ موقف اپنی تالیف ''میزان'' میں ''کتابوں پر ایمان'' کے زیر عنوان بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"اِس وقت جو مجموعۂ صحائف بائیبل کے نام سے موجود ہے، اُس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں کسی نہ کسی صورت میں تمام پیغمبروں کو دی گئیں۔ قرآن جس طرح تورات و انجیل کا ذکر کرتا ہے، اُسی طرح صحف ابراہیم کا ذکر بھی کرتا ہے[1]۔ اِس کی تائید بقرہ و حدید کی اُن آیتوں سے بھی ہوتی ہے جو اوپر نقل ہوئی ہیں۔ یہ سب کتابیں خدا کی کتابیں ہیں۔ چنانچہ بغیر کسی تفریق کے قرآن بالاجمال اِن پر ایمان کا مطالبہ کرتا ہے...۔

...(تورات) موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اِسے بالعموم اُن پانچ صحیفوں پر مشتمل سمجھا جاتا ہے جو بائیبل کی ابتدا میں درج ہیں اور جنھیں خمسۂ موسوی (Pentateuch) کہتے ہیں، یعنی پیدایش، خروج، احبار، گنتی اور تثنیہ۔ اِن صحیفوں کا تدبر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ پہلے چار صحیفوں میں یہ تاریخی بیانات کے ساتھ اپنے نزول کی ترتیب سے نقل ہوئی ہے اور تثنیہ میں اِسے بالکل اُسی طرح ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا گیا ہے، جس طرح قرآن کو مرتب کیا گیا ہے۔ اپنی موجودہ صورت میں غالباً یہ پانچویں صدی قبل مسیح میں کسی وقت مرتب کی گئی۔ تاہم سیدنا مسیح علیہ السلام نے جس طرح اِس کا ذکر کیا ہے، اُس کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اُن کی تصویب بھی اِس کو کسی حد تک حاصل ہے...۔

انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی جو ہدایت بنی آدم کو ملی ہے، اُس کے دو حصے ہیں: ایک قانون، دوسرے حکمت۔ تورات میں زیادہ تر قانون بیان ہوا ہے اور اِس کا نام بھی اِسی رعایت سے رکھا گیا ہے۔ قرآن اِسے 'هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ'[2] (بنی اسرائیل کے لیے ہدایت) اور 'تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ'[3] (ہر چیز کی تفصیل) کہتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ اِس میں اللہ کا حکم ہے[4]، ہدایت اور روشنی ہے[5]، لوگوں کے لیے رحمت ہے[6]۔ اِس میں شبہ نہیں کہ وہ اِس میں یہود کی تحریفات کا ذکر کرتا ہے[7]، لیکن اِس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس کی

۱۔ الاعلیٰ ۸۷: ۱۹۔

۲۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۲۔

۳۔ الانعام ۶: ۱۵۴۔

۴۔ المائدہ ۵: ۴۳۔

۵۔ المائدہ ۵: ۴۴۔

۶۔ الاعراف ۷: ۱۵۴۔

۷۔ المائدہ ۵: ۱۳۔

جو روایت (version) زمانۂ رسالت کے یہود و نصاریٰ کے پاس تھی، قرآن فی الجملہ اُس کی تصدیق کرتا ہے۔

...(زبور) اُس کتاب کا نام ہے جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اپنے مضمون کے لحاظ سے یہ نغمات الٰہی کا مجموعہ ہے جنھیں مزامیر کہا جاتا ہے۔ بائیبل کے مجموعۂ صحائف میں زبور کے نام سے جو کتاب اِس وقت شامل ہے، اُس میں ۵ دیوان اور ۱۵۰ مزامیر ہیں۔ دوسرے لوگوں کے مزامیر بھی اگرچہ اُس میں خلط ملط ہو گئے ہیں، مگر جن مزامیر پر صراحت کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام کے ہیں، اُن میں الہامی کلام کی شان ہر صاحب ذوق محسوس کر سکتا ہے۔ انجیل کی طرح یہ بھی ایک صحیفۂ حکمت ہے اور خدا کی نازل کردہ ایک کتاب کی حیثیت سے قرآن اِس کی تصدیق کرتا ہے۔

...(انجیل) مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اُن کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد آخری نبوت کی بشارت تھی۔ انجیل کے معنی بشارت کے ہیں اور یہ نام اِسی رعایت سے رکھا گیا ہے۔ الہامی کتابوں کے عام طریقے کے مطابق یہ بھی دعوت و انذار کی ضرورتوں کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہی۔ اِس سے پہلے کہ اِسے ایک کتاب کی صورت میں مرتب کر کے محفوظ کیا جاتا، سیدنا مسیح علیہ السلام کو اُن کی قوم کی سرکشی کے باعث دنیا سے اٹھا لیا گیا۔ لہٰذا یہ کوئی مرتب کتاب نہیں، بلکہ منتشر خطبات تھے جو زبانی روایتوں اور تحریری یادداشتوں کے ذریعے سے لوگوں تک پہنچے۔ مسیح علیہ السلام کی سیرت پر ایک مدت کے بعد بعض لوگوں نے رسائل لکھنا شروع کیے تو اُن میں یہ خطبات حسب موقع درج کر دیے گئے۔ یہی رسائل ہیں جنھیں اب انجیل کہا جاتا ہے۔ مسیحیت کے ابتدائی زمانے میں یہ اناجیل بڑی تعداد میں موجود تھیں۔ ۳۸۲ء میں پوپ دماسس (Damasus) کے ماتحت ایک مجلس میں کلیسا کے مذہبی پیشواؤں نے اُن میں سے چار منتخب کر کے باقی ترک کر دیں اور اُنھیں غیر موثق (Apocryphal) قرار دے دیا۔ بائیبل کے مجموعۂ صحائف میں یہ متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل کے نام سے شامل ہیں۔ یہ ابتدا ہی سے یونانی زبان میں لکھی گئی تھیں، جب کہ مسیح علیہ السلام کی زبان آرامی (Aramaic) تھی اور اُنھوں نے اپنے مواعظ اِسی زبان میں ارشاد فرمائے تھے۔ اِن کے لکھنے والے بھی مسیح علیہ السلام کے بعد اُن کے مذہب میں داخل ہوئے۔ لہٰذا اِن میں سے کوئی انجیل بھی ۷۰ء سے پہلے کی لکھی ہوئی نہیں ہے، اور انجیل یوحنا تو مسیح علیہ السلام کے ایک صدی بعد غالباً ایشیاے کوچک کے شہر افسس میں کسی وقت لکھی گئی ہے۔ اِس کے باوجود سیدنا مسیح کے جو خطبات، ارشادات اور تمثیلیں اِن میں درج ہیں، اُن کی الہامی شان ایسی نمایاں ہے کہ الہامی لٹریچر کے اسالیب سے واقف کوئی شخص اُن کا انکار نہیں

www.javedahmadghamidi.com
www.almawrid.org

کر سکتا۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن جس انجیل پر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے، اُس کا ایک بڑا حصہ سیرت کی اِن کتابوں میں محفوظ ہے۔‘‘(۱۵۵-۱۵۷)

غامدی صاحب کے درج بالا اقتباس سے زیر بحث موضوع کے بارے میں حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ تورات، زبور اور انجیل خدا کی کتابیں ہیں اور قرآن بالاجمال ان پر ایمان کا مطالبہ کرتا ہے۔

۲۔ ان میں تحریف ہوئی ہے۔

۳۔ اس کے باوجود ان میں الہامی شان نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔

۴۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن نے جن صحائف پر ایمان کا مطالبہ کیا ہے، ان کا ایک بڑا حصہ محفوظ ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com